Oriental College Magazine, Vol.101, No. 04, Serial No. 382, 2025

بو علی قلندر اور لعل شہباز قلندر کی فارسی شاعری کا مختصر جائزہ

عظمیٰ زرین نازیہ، پی ایچ ڈی
ایسوسی ایٹ پروفیسر فارسی اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور

A Brief Introduction to Persian poetry of ‘Bu Ali Qalandar’ and ‘Laal Shahbaz Qalandar’

Uzma Zareen Nazia, PhD
Associate Professor of Persian
Oriental College, University of the Punjab, Lahore

Abstract

The two prominent faces ‘Bu Ali Qalandar ‘and Laal Shahbaz Qalandar come up with great sufi thoughts in Qalandari order in 13th century in sub-continent. Poetry of both poets revolves around divinity, humanity, passionate love and complexities of raah-e faqr. The article narrates beauties as well as salient features of poetry of these two recognisers. Refkections of Talmihat-e Quraani and Iranian poetry has been discussed in this research. Rabia basri is also known as qalandar but being lady she is considered as half qalandar so it is said that there are 2 ½ qalandar have been in this world.

Keywords:
Raah-e faqr, Bu Ali Qalandar, Laal Shahbaz Qalandar, Rabia, Subcontinent, Hind-o Sind

سر زمین ہند و سندھ میں دو ہستیوں کا فیضان اب تک جاری و ساری ہے۔ ہندوستان میں مادرزاد ولی شیخ شرف الدین بو علی قلندر (پانی پت بھارت ۶۰۵ھ ق-۷۲۴ھ ق)(۱) اور سیہون شریف سندھ میں عثمان مروندی لعل شہباز قلندر (۵۳۸-۶۵۰ھ ق)۔(۲)

بو علی قلندر اور شہباز قلندر معاصر تھے۔ شہباز قلندر بصد عجز و نیاز بو علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا تو بو علی نے انکار کر دیا اور فرمایا" یہاں دِلّی میں تین سو اہل اللہ پہلے سے موجود ہیں آپ کہیں اور چلے جائیں۔ سندھ کی سر زمین اور سادات کربلا کی کشش انھیں وہاں کھینچ لے گئی۔

مسلک قلندر اپنی طرز کا ایک انوکھا اور منفرد طریقۂ عبادت اور روحانیت کا اعلیٰ منصب ہے جو ہر شخص کی رسائی سے بہت بلند ہوتا ہے۔ بی بی رابعہ بصری بھی قلندر کے عہدے پر فائز تھیں لیکن عورت ہونے کے ناطے آدھی قلندر کہلائیں۔(۳) بو علی قلندر کے آباء کا تعلق کرمان (ایران) سے تھا۔ ۶۰۰ھ ق میں انکے والد سالار فخر الدین اور والدہ حافظ جمال اپنے مرشد نعمت اللہ شاہ ولی کے ہمراہ ہجرت کر کے پانی پت آ گئے۔(۴)

جب مادرزاد ولی بو علی قلندر اس دنیا میں تشریف لائے تو نہ آنکھ کھولتے تھے نہ رونا بند کرتے تھے۔ ان کے والد سالار فخر الدین دعا کے بعد دوا، دارو کی فکر میں تھے کہ ایک درویش ان کے دروازے پر آئے اور فرمایا میں کچھ لینے نہیں بلکہ دینے آیا ہوں۔ اپنے بیٹے کو لاؤ۔ درویش نے بچے کے کان میں ایک قرآنی آیت قرائت فرمائی اور کہا قلندر آپ دنیا میں آ گئے ہو۔ رونا بند کرو اور آنکھیں کھولو۔ اور بچے نے آنکھیں کھول دیں۔۔ پھر درویش نے سالار فخر الدین سے فرمایا! کہ آپ کا بیٹا مادرزاد ولی ہے اس کی اچھی تربیت کیجیے گا۔(۵)

شیخ شرف الدین بو علی قلندر کے والدین نے انکی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی اور تمام مروجہ علوم حاصل کیے۔ ان کے اساتذہ کے ناموں میں، شرف المناقب میں صرف ایک استاد مولانا سراج الدین مکی کا نام ملتا ہے۔ دہلی میں علم و حکمت کے باعث آپ کی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔(۶)

شعر و سخن گویا بو علی قلندر کے رگ و پے میں تھا۔ روانی سے فارسی زبان میں شعر کہتے تھے۔

آپ کا فارسی اشعار کا ایک دیوان ملتا ہے جو مطبع اسلامیہ سٹیم پریس سے شایع ہوا اور بعد ازاں حکیم مطیع الرحمان نے ضیاء القرآن پبلیکشنز سے ۲۰۰۴ میں شایع کیا۔ ایک مثنوی گل و بلبل (فارسی) مصحح ڈاکٹر ساجد اللہ تفہیمی، مقبول اکیڈمی ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی لاہور سے چھپی۔

دیگر کتب مکتوب بنام اختیارالدین، حکم نامہ شرف الدین، مثنوی شاہ بو علی قلندر، مثنوی کنزالاسرار، رسالۂ عشقیہ بھی ان سے منسوب ہیں۔

بو علی قلندر کا ایک مکتوب علاؤالدین خلجی (حک:۱۲۹۶-۱۳۱۶)) کے نام معروف ہے اس واقعہ کا ذکر علامہ اقبال نے اسرار خودی میں کیا ہے۔ (۷) بو علی قلندر کا ایک مرید مست و سرشار بازار سے گزر رہا تھا اور بادشاہ (علاؤالدین خلجی) کی سواری کی آمد کی اسے خبر نہ ہوئی اور سواری کے لیے راستہ نہ چھوڑا۔ نتیجتاً بادشاہ کے سپاہیوں نے اسے اتنا مارا پیٹا کہ آدھ موا کر دیا۔ آپ نے بادشاہ کو ایک خط لکھ کر تنبیہہ فرمائی:

"علاوالدین شحنۂ دھلی اعلام آنکہ خواجہ سرای۔۔۔بہ یکی از درویشان رنجانید و عرش الرحمٰن را بہ لرزہ آورد اگر اورابہ سزار سانیدی بہتر والا بہ جای تو شحنۂ دیگر بہ دہلی نشاندہ خواہد شد۔"(۸)

ترجمہ: علاؤالدین کوتوالِ دہلی! ہم حکم دیتے ہیں کہ آج تیرے ایک حاکم نے ہمارے ایک درویش کو ایذا پہنچائی اور عرش ہلا کر رکھ دیا اگر اس کو بدلے میں سزا دیتا ہے تو بہتر ورنہ تیری جگہ کسی اور کو دہلی میں بٹھا دیں گے۔

بلاشبہ عرفا کی تحریروں میں ہمیشہ سے اصلاح جامعہ کا عنصر غالب رہا اور شکوہ و جلال تو قلندر کا خاصہ ہے۔ بو علی قلندر کی غزلیات سر تا سر تصوف کے موضوعات لیے ہوئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

من کہ باشم از بہار جلوہء دیدار مست
چون منی ناید نظر در خانۂ خمار مست
غافل از دنیا و دین و جنت و نار است او
در جہان ہر کس کہ می باشد قلندر وار مست (۹)

"جمال کل" کہ در کل آن جمال است
بروح قدسی من آشکار است (۱۰)

بو علی فرماتے ہیں عشق کی راہ پر عقل کا کیا کام؟ بس اتنا جان لو کہ اس کے جمال کے پرتو (عکس) سے ہی روح جسم خاکی میں رقص کناں ہے:

منزل عشق بس خطرناک است
عقل اینجا نہ چست و چالاک است
تا جمال تو پرتوی افگند
روح رقصاں بہ قالب خاک است (۱۱)

بو علی نے جابجا عشق کے آغاز و انجام کا مضمون باندھا ہے اور راہ عشق کی دشواریوں کو زیر بحث لایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ راہ فقر آزمایش ہے۔ فقیر کا دل اللہ کی محبت سے غنی ہوتا ہے اور وہ اپنی دھن میں مگن راہ عشق میں سفر کرتا ہے۔ جب مٹ کر دیکھتا ہے تو خود کو اکیلا (دنیاداروں سے تنہا/ الگ تھلگ) پاتا ہے۔

اس راہ میں ہمراہی کسی کی نہیں ہوتی:

گرچہ جولان گاہ در آغازِ عشق آمد فراخ
لیکن آید رفتہ رفتہ راہ سخت و سنگلاخ(۱۲)

اگرچہ آغاز عشق میں ہماری تگ و دو کا میدان بڑا وسیع دکھائی دیا لیکن رفتہ رفتہ راستہ سخت اور پتھریلا یعنی دشوار گزار ہوتا گیا۔

معروف فارسی شعراء کی بحور اور زمینوں میں شعر بھی کہے جو ان کے فارسی دیوان کا حصہ ہیں۔

بو علی قلندر کا زمانہ حافظ شیرازی سے پہلے کا ہے گویا حافظ شیرازی نے یہ اشعار بو علی کی زمین میں کہے:

نقاب از رویِ خود چون افگند آن شمع محفل ھا
بسوزد چون پرِ پروانہ ہم جانہا و ہم دل ھا
بہ دل شمعِ حرم داری چرا سوی حرم پوئی؟
چویار اندر بغل داری چہ سود از قطعِ منزل ھا(۱۳)
ساقیا بر خیز در دہ جام را
خاک برسر کن غمِ ایام را(۱۴)

بو علی قلندر:

ساقی ما از شراب کھنہ پر کن جام را
خاک بر سر کن چون بینی زاھدان خام را(۱۵)

اسی طرح تلمیحات قرآنی بھی بو علی قلندر کے کلام میں جابجا دکھائی دیتی ہیں خاص طور پر ”الست بربکم“ اور ”قالو بلیٰ“ کی تلمیح دیگر صوفیا کی طرح بو علی قلندر کے ہاں بھی ملتی ہے۔

گفتی تو الست و زدم آوازِ بلیٰ من
بنگر کہ مرا با تو ز مشتاقِ نیاز است(۱۶)

اسی طرح " قالو بلی " کی تلمیح: یعنی اے رب کریم جب تو نے "الست" کہا تھا تو میں نے "قالو بلیٰ " کہا۔ یعنی میں نے تجھ سے فرمانبرداری اور بندگی کا عہد کیا تھا- قرآنی تلمیح کی ایک اور مثال:

هر که او "ارنی" بگوید بشنود

لن ترانی چهرهٔ زیبائی ما(۱۷)

جو شخص "ارنی" کہتا ہے وہ ہمارے خوبصورت چہرے سے لن ترانی کی آواز سنتا ہے- سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۴۳ میں ہے:

موسیٰ نے کہا: "رب ارنی" جواب آیا "لن ترانی" یعنی تو نہیں دیکھ سکتا- یعنی یہ تیرے بس کی بات نہیں۔ تو اس حسن وجمال اس نور کی تاب نہ لا سکے گا۔

قلندری شریعت کے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ظاہراً حکم شریعت پر کاربند ہونا کچھ معنے نہیں رکھتا:

آزاد از ظواہر حکم شریعت است

خوش طالع کسی که به عالم قلندر است

با بو علی نگوی اسرارِ معرفت

کورا هزار نقطهٔ توحید ازبرست(۱۸)

یعنی اے رب کریم جب تو نے "الست" کہا تھا تو میں نے "قالو بلیٰ " کہا- یعنی میں نے تجھ سے فرمانبرداری اور بندگی کا عہد کیا تھا۔

مندرجہ بالا اشعار میں بو علی خود فرماتے ہیں کہ جو ظاہری شرعی احکام سے آزاد ہے وہ خوش قسمت ہے جو اس دنیا میں قلندر رہے- بو علی سے اسرارِ معرفت نہ بیان کرو کیونکہ توحید کے ہزاروں نقطے اسے ازبر ہیں، یاد ہیں۔ بو علی قلندر کے اشعار میں بو علی اور خسرو کی دلچسپ ملاقات کا ذکر بھی ملتا ہے۔

خسرو جب بو علی قلندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اشعار پیش کئے تو بو علی قلندر غزل سن کر خوش ہوئے اور جواب میں فی الفور ایک غزل کہی اور کہا کہ "خسرو تم خوش رہو گے اور خوش ہو جاؤ گے۔"(۱۹)

خسرو کی غزل:

بو علی کے اشعار میں دنیا اور عقبیٰ کے پہچاننے کے موضوعات کثرت سے ہیں وہ کہتے ہیں: دنیا شیطان کی وراثت ہے جبکہ اس کے خالق کی طرف سے پیغمبروں کو دیا ہوا عطیہ ہے۔

لعل شہباز قلندر کے احوال وآثار اور شاعری پر ایک نظر:

لعل شہباز قلندر (مروند ۵۳۸ھ ق-۶۵۰ھ ق) کا نام نامی 'عثمان' ہے جو ان کے والد ابراہیم کبیر نے حضرت امام حسین کی بشارت پر رکھا تھا۔(۲۰)

چونکہ پیدائش کے وقت انکی رنگت سرخ تھی اس لیے ان کے والد انھیں لال کہہ کر پکارتے تھے۔اور قلندر کو لال رنگ پسند بھی بہت تھا۔ شہباز کا لقب ان کو اپنے مرشد بابا ابراہیم کربلائی سے ملا۔ سیف اللسان بھی کہلائے کیونکہ ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ پورا ہو جاتا تھا۔(۲۱)

لعل شہباز قلندر نے ابتدائی تعلیم مروند ہی میں شیخ منصور سے حاصل کی۔(۲۲) فارسی لعل شہباز کی مادری زبان تھی اور عربی بہت بہترین جانتے تھے۔ محض ۶ سے ۷ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔(۲۳) بیس سال کی عمر پانے کے بعد حصول علم کے لیے سفر شروع کیا۔ ایک سال سید ابراہیم کربلائی کی خدمت میں رہے اور انھوں نے لعل شہباز قلندر کو دستار خلافت عطا کر دی۔ ان کا زیادہ وقت عبادت و مجاہدے میں گزرتا۔ انھوں نے باقاعدہ قلندری مشرب اختیار کیا اس لیے قلندری کہلائے۔(۲۴) شہباز قلندر نے عربی اور فارسی میں شاعری کی۔ ان کا کلام وحدت الوجود کے گرد گھومتا ہے۔(۲۵) نعت رسول اور ائمہ اظہار کی منقبت بھی لکھی۔ ڈاکٹر ہرومل سدارنگانی نے "نیشنل پوئٹس آف سندھ میں" آپ کو سندھ کا پہلا شاعر قرار دیا۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی یہ منقبت آج بھی بہت معروف اور زبان زدِ عوام ہے۔

جام مہرِ علی ست در دستم
بعد از جام خوردن آن مستم
کمر اندر قلندری بستم
از دلِ پاک حیدری ہستم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم(۲۶)

علی کی محبت کا جام ہاتھ میں ہے اور اسے پینے کے بعد میں مست ہوں۔ میں راہ قلندری میں کمربستہ ہوں اور میں صمیم قلب سے پاک حیدری ہوں۔ میں حیدری ہوں، میں قلندر ہوں میں مولیٰ علی مرتضیٰ کا غلام ہوں۔

عشق میں عاشق کی کیفیت کا بیان بے قراری کا عکاس ہے اور بحر کی روانی وجد آور ہے:

دلم در عشق جانان خار خاراست
نہ صبر از دل نہ جانش در قرار است
بیک سو آب دیگر سوی آتش
میان ہر دو دم رفتن گذار است
بہ راہ عاشقی نبود غم جان
بہ نزد عاشقان این سہل کار است(۲۷)

ترجمہ: میرا دل عشق الٰہی میں زخم زخم ہے۔ نہ دل کو صبر آتا ہے نہ جان کو قرار۔ رہِ عشق میں ایک طرف آگ ہے اور ایک طرف پانی اور دونوں کے درمیان سے گزرنا ہے۔ عشق کی راہ میں جان کی پرواہ نہیں ہوتی۔ عاشقوں کے نزدیک (جاں سے گزرنا) آسان کام ہے۔

متقدمین کی تضمین اور متاخرین کے اشعار میں موضوعات کی مماثلت کے چند نمونے ذیل میں درج ہیں:

خداوندا کریما پادشاھا
عزیزا !منعما! آمر ز گارا
ز حد بگذشت گر نا پسندی
کنی فضل و عنایت این گدارا(۲۸)

یہ اشعار لعل شہباز قلندر نے شیخ سعدی کی زمین میں کہے ہیں۔ امام غزل شیخ سعدی شیرازی قرن ہفتم میں ایلخانی دور میں ہو گزرے ہیں جن کی وجۂ شہرت اخلاقی موضوعات پر لکھی گئی ان کی شہرۂ آفاق تصانیف گلستان و بوستان ہیں:

مشتاقی و صبوری ازحد گزشت مارا
گر تو شکیب داری طاقت نماندما را
باری بہ چشم احسان در حال ما نظر کن
کز خوان پادشاہی راحت بود گدارا (۲۹)

دونوں کے اشعار ایک ہی زمین اور وزن میں ہیں اور تقریباً موضوع بھی ایک ہے۔ منعم کی نعمت اور اس کے احسان و کرم کا ذکر کیا گیا ہے۔

لعل شہباز قلندر نے کہا اے کرم کرنے والے خدا اے بادشاہ اے میرے محبوب اے نعمتیں بخشنے والے اور معاف اور درگزر کرنے والے اگر میں اپنی حدوں سے تجاوز بھی کر گیا جانتا ہوں اگر چہ تجھے پسند نہیں ہے پھر بھی میں تیرے فضل اور عنایت کا طلب گار ہوں۔

سعدی نے فرمایا کہ میرا شوق اور صبر حد سے گزر گیا ہے تیرے پاس صبر کی طاقت ہو گی لیکن میں بے صبرا ہوں ایک بار احسان و کرم کی نظر فرما۔ تو جانتا ہے کہ بادشاہوں کا دستر خوان گداگروں کے لئے راحت بخش ہوتا ہے۔

عثمان مروندی لعل شہباز قلندر کے ہاں حافظ شیرازی (م ۶۹۱ ھ ق) کی بحور سے ملتے جلتے شعر بھی دکھائی دیتے ہیں۔ چونکہ لعل شہباز قلندر اور حافظ شیرازی کے درمیان تقریباً ۶۸ سال کا فیصلہ ہے (حافظ بعد میں ہیں) اور ان کے دیوان کی پہلی غزل اسی بحر اور وزن میں ہے جو مقبول عام ہے۔ یہ بات قابلِ قبول اس لیے بھی لگتی ہے کہ حافظ "امیر خسرو" کا قائل بھی تھا اور کلّی طور پر برصغیر میں ہونے والی فارسی شاعری کا بھی۔ حافظ نے اس خطے کی فارسی شاعری کے بارے میں فرمایا:

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کی بہ بنگالہ می رود (۳۰)

شدم زین غم ھمی درہم کہ ھی در ھی چہ مشکل ھا
نہ رہ بیند نہ منزل ھم کہ ھی در ھی چہ مشکل ھا
بیا عثمان چہ در ماندی رھا کن ھردو عالم را
کہ تا با دوست پیوندم کہ ھی در ھی چہ مشکل ھا (۳۱)

میں اس غم سے بے حال ہو گیا ہوں کہ اس میں مشکل در مشکل ہے اس سفر کا نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل ہے بس مشکلات ہی مشکلات ہیں۔ عثمان آؤ! کیوں پریشان ہو ہر دو جہان کو ترک کر دو تا کہ دوست کا وصل نصیب ہو سکے یہاں (عالم ناسوت میں) صرف مشکلات اور دشواریوں کا سامنا ہے۔

لعل شہباز قلندر کی اسی زمین میں دیوان حافظ کی پہلی غزل ہے اور موضوع بھی راہ عشق کی صعوبتیں ہیں:

الا یا ایہاالساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکل ہا (۳۲)

کہ عشق پہلے پہل آسان دکھائی دیتا ہے پھر آہستہ آہستہ مشکلات پیش آتی ہیں۔

مولانا رومی اور لعل شہباز قلندر دونوں تیرہویں صدی عیسوی میں ہو گزرے ہیں اگرچہ مولانا ترکی میں تھے اور قلندر سندھ (موجودہ پاکستان) میں۔ لیکن دونوں کے افکار اور بحور کی مماثلت ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

رومی:

نمی دانم کہ رنجورم کہ جالینوس می جویم
نمی بینی کی مخمورم کہ بر خمار می گردم
نمی دانم کہ سیمرغم کہ گردِکاف می پرم
نمی دانم کہ بو بردن کہ بر گلزار می گردم (۳۳)

عثمان مروندی کی معروف غزل اسی بحر میں ہے:

ز عشقِ دوست ہر ساعت درون نا رمی ر قصم
گھی بر خاک می غلطم گھی برخاری می رقصم
شدم بدنام در عشقش بیا ای پارسا اکنون
نمی ترسم ز رسوائی بہ ہر بازار می رقصم(۳۴)

بو علی قلندر اور لعل شہباز قلندر دونوں کے ہاں عطار کے روحانی سفر کا تصور بھی ملتا ہے اور حکمت وعشق کا بلاشبہ بو علی قلندر اور لعل شہباز قلندر کی تصانیف و اشعار توحید، ترک دنیا، طلب آخرت اور محبت الٰھی کے متعلق عرفان کا گہرا سمندر رہیں۔ ان کی غزلیات عشق اور مستی کی کیفیات سے لبریز ہیں۔ ہر بیت شہ بیت ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) عالم فقری، تذکرہ اولیائے ہندوستان (اول)، (لاہور، ادارہ پیغام القرآن اردو بازار، ۲۰۰۵ء)، ۲۵۹-۲۸۴)

(۲) غلام حیدر سندھی، حیات قلندر شہباز، (اسلام آباد، قائد اعظم یونیورسٹی ۲۰۰۶)، ۳۰-۳۱۔

(۳) ایضاً، ۳۳۔

(۴) عالم فقری، تذکرہ اولیائے ہندوستان، ۲۶۵۔

(۵) ایضاً، ۲۶۰۔ (۶) ایضاً، ۲۶۲۔

(۷) محمد اقبال، کلیات فارسی اقبال،(لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز،۱۹۷۵ء)،۲۵۔۲۷۔

(۸) عالم فقری،تذکرہ اولیائے ہندوستان،۲۷۱۔۲۷۔

(۹) بو علی قلندر،دیوان بو علی قلندر،(لاہور،ضیاء القرآن پبلیکشنز،۲۰۰۴ء)،۴۸ ۔

(۱۰) ایضاً، ۴۸۔ (۱۱) ایضاً، ۶۲۔ (۱۲) ایضاً، ۷۲۔ (۱۳) ایضاً،،۱۷۔

(۱۴) حافظ شیرازی،دیوان حافظ بہ اہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی،(تہران: کتابخانہ زوار چاپ سینا،۱۳۲۰ش)،۷

(۱۵) بو علی قلندر،دیوان بو علی قلندر،۱۹۔

(۱۶) ایضاً،۵۶۔ (۱۷) ایضاً،۳۰۔ (۱۸) ایضاً،۴۱۔ (۱۹) ایضاً،۲۷۰۔

(۲۰) غلام حیدر سندھی،حیات قلندر شہباز،۲۲-۲۳۔

(۲۱) غلام حیدر سندھی،حیات قلندر شہباز،۲۳۔

(۲۲) عثمان مروندی،دیوان شہباز قلندر،۱۹۔

(۲۳) ایضاً،۲۰۔ (۲۴) ایضاً،۲۳۔ (۲۵) ایضاً،۳۲۔ (۲۶) ایضاً،۳۹۔

(۲۷) غلام حیدر سندھی،حیات قلندر شہباز،۲۱۳۔

(۲۸) ایضاً،۱۸۲۔

(۲۹) سعدی شیرازی، مصلح الدین،کلیات سعدی،۳۰۸۔

(۳۰) حافظ شیرازی،دیوان حافظ، ۲۸۴

(۳۱) غلام حیدر سندھی،حیات قلندر شہباز،۱۸۶۔

(۳۲) حافظ شیرازی،دیوان حافظ،۲۔

(۳۳) جلال الدین محمد بلخی، کلیات شمس تبریزی، (تہران–ایران: کتابخاہ ملی ایران،۱۳۸۰)، ۵۱۸۔

(۳۴) غلام حیدر سندھی،حیات قلندر شہباز،۲۶۳۔

Bibligraphy

- Aalim Faqeeri, *Tazkira-e Auliya-e Hindustan,* (Lahore: Idarah Peghamul Quran, 2005)
- Allama Muhammad Iqbal, *Kulliyat-e Farsi Iqbal,* (Lahore: Sheikh Ghlam Ali and Sons, 1975)
- Bu Ali Qalandar, *Diwan-e Bu Ali Qalandar,* (Lahore: Zia ul Quran, Publications, 2004)
- Ghulam Haider Sindhi, *Hayat-e Qalandar Shahbaz,* (Islamabad: Quaid-e Azam University, 2006)
- Hafiz Shirazi, *Diwan-e Hafiz,* (Tehran: Kitab Khana Zawar, 1320)
- Jalal ud Din Muhammad Balkhi, *Kulliyat-e Shams Tabrezi,* (Tehran: Kitab Khana Mili Iran, 1380)

❖❖❖